www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

مولانا عبدالجبار سلفی

حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام آزر تھا یا تارح؟

میرے سامنے ایک تحریر ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر کے بجائے تارح ثابت کرنے اور انہیں مسلمان باور کرانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ جب کہ حضرت ابراہیم کے باپ کا نام آزر ہی تھا۔ سورۂ انعام میں ہے: ﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاَبِيْهِ آزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا آلِهَةً ﴾

"جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو دیوتا بناتا ہے؟" (آیت ۷۴)

عربی زبان میں باپ کے لئے أب اور چچا کے لئے عمّ کا لفظ بولا جاتا ہے اور حقیقت کو اس وقت تک مجاز پر اولیت حاصل ہے جب تک حقیقی مراد لینے میں کوئی امر مانع نہ ہو۔ مثلاً اگر کسی صحیح دلیل سے ثابت ہوتا کہ نبی کا بیٹا یا باپ گمراہ نہیں ہو سکتا تو اس لفظ کی تاویل کی جاسکتی تھی لیکن چونکہ ایسی کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس حقیقت پر ایمان رکھنا چاہئے کہ أب سے مراد باپ ہی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی تبلیغ میں اپنے باپ کے لئے بار بار یاآبتِ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور عمّ کا ایک مرتبہ بھی استعمال نہیں کرتے مثلاً سورۂ مریم میں ہے: ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ﴾

"جب ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے باپ تو کیوں اس کی پرستش کرتا ہے جو نہ دیکھتا، نہ سنتا ہے؟"

﴿يٰاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَاءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ﴾ "اے میرے باپ! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو"

﴿يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ﴾ "اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر"

﴿يٰاَبَتِ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ﴾

"اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا عذاب چھوئے"

بلکہ قرآن میں دیگر مقامات پر یہی لفظ استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد بھی حقیقی باپ ہی ہے مثلاً سورۂ قصص میں ہے کہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی، اپنے باپ سے حضرت موسیٰ کے بارے میں کہتی ہے ﴿ يٰاَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ﴾ (آیت:۲۶) "اے میرے باپ! اسے اجرت پر رکھ لے"

سورۂ صافات میں ہے کہ حضرت اسماعیل اپنے باپ سے کہتے ہیں ﴿يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ (آیت ۱۰۲) "اے میرے باپ! جو تو حکم دیا گیا ہے، وہ کر گزر"

سورۂ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے باپ یعقوبؑ سے کہا ﴿يٰاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَعَشَرَ كَوْكَبًا﴾ (۴) "اے میرے باپ! میں نے گیارہ ستارے دیکھے"

﴿يٰاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ﴾ "اے میرے باپ! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض قرآن مجید میں بہت سی آیات میں آبَانَا اور آبَاءُ اور آبُونَا، آبُوکُمْ، آبُوهُمَا، آبِيَ، آبِيهِ کے الفاظ آئے ہیں۔ تمام مترجمین نے ان کے معنی باپ ہی کئے ہیں حتیٰ کہ احمد رضا خان بریلوی نے بھی: "البتہ جب آب کی جگہ آباء کا لفظ آئے گا تو اس میں دادا، چچا سب مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ کسی آدمی کا ایک ہی حقیقی باپ ہو سکتا ہے، زیادہ نہیں"...... قرآن میں ہے:

﴿لَاتَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا آبَاءَ هُمْ﴾ (المجادلہ:۲۲) "(اے میرے پیغمبر!) تو اس قوم کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے ان لوگوں سے دوستی گانٹھے ہوئے نہ پائے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے خار رکھے، اگرچہ وہ ان کے باپ دادے ہی کیوں نہ ہوں"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمانداروں کے سلسلہ نسب میں ایمان سے محروم افراد بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کے تذکرے میں ہے (التوبہ:۱۱۴)

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّاعَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ﴾ "اور (حضرت) ابراہیم کا اپنے باپ سے کئے وعدے کے مطابق استغفار ایک وقت تک تھا جب اسے آشکارا ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے لاتعلق ہو گئے"

اگر بریلویوں کے مطابق یہ ابراہیم کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا (حالانکہ یہ قرآن کے خلاف ہے) تو پھر بھی یہ ثابت نہیں کہ آزر کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ چچا بھی باپ کی طرح ہوتا ہے، حدیث میں ہے عمّ الرجل صنو ابیه، اگر باپ کو پیغمبر بیٹے کی رعایت حاصل ہے تو چچا کو بھی حاصل ہونی چاہئے لیکن ایمان سے محروم کے لئے بارگاہِ الٰہی میں کوئی رعایت نہیں خواہ باپ ہو یا چچا۔

اب ہم مفسرین اور مؤرخین کے اقوال کی طرف آتے ہیں۔ اگرچہ کسی سچے مؤمن کے ہاں اللہ کے فیصلے کے بعد کسی اور کی طرف دیکھنے کی گنجائش نہیں تاہم جب مفسرین اور مؤرخین کی آراء میں تضاد ہو تو فیصلہ کے لئے قرآن میں اللہ کا فرمان موجود ہے اور مؤمن کے لئے وہی کافی ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ واقعی ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے نام کے بارے میں ماہرین انساب اور مؤرخین میں اختلاف ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ سیوطی وغیرہ نے آزر کی بجائے تارح کو ترجیح دی ہے لیکن نام آزر ہو یا تارح، وہ تھا ابراہیم علیہ السلام کا باپ ہی، چچا نہیں تھا۔

چنانچہ امام ابن جوزی اپنی تفسیر زاد المسیر میں لکھتے ہیں

آزر کے بارے میں چار اقوال ہیں، پہلا یہ ہے کہ یہی حضرت ابراہیم کے والد کا نام تھا، یہ بات ابن عباس، حسن، سدی، ابن اسحٰق وغیرہ نے کہی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ایک بت کا نام تھا اور حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارح تھا، یہ بات مجاہد نے کہی ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ نام نہیں بلکہ اس کی مذمت کے لئے یہ لفظ بولا گیا ہے۔ اور مقاتل بن حیان نے یہ کہا ہے کہ یہ ان کے باپ کا نام نہیں بلکہ لقب تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرے قول کے بارے میں حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ

"یہ بات بروایت طبری ضعیف طریق سے منقول ہے اور شاذ ہے"

سید امیر علی شاہ اپنی تفسیر مواہب الرحمٰن میں سورۂ انعام کی آیت ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ

"امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں کہا کہ ابراہیم آزر کے بیٹے ہیں، تورات میں جس کا نام تارح ہے۔ پس ابراہیم کے باپ کے دو نام ہوئے جیسے یعقوب واسرائیل دونوں حضرت یوسف کے باپ کے نام تھے اور بخاری نے افراد میں روایت کی کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرہ پر قترت وعبرت ہوگی، الخ پس اس میں وضاحت ہے کہ آزر ان کا باپ تھا...... الخ"

اس سلسلے میں آپ ابن کثیر اور ابن جریر کے اقوال ذکر کرنے کے بعد ان کی تائید میں لکھتے ہیں کہ صحیح وصواب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا اور تارح اس کا دوسرا نام ہوگا، الخ۔ مزید لکھتے ہیں کہ بعد آیات واحادیث صحیحہ کے کسی کو مجال نہیں ہے کہ آزر نام ہونے میں کلام کرے، فی السراج آزر نام ہونا اصح ہے اور یہ ثابت ہے اور اصلی نام تارح نہیں۔ الخ (ص ۲۰۵، جلد دوم)

مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر تدبر قرآن میں لکھتے ہیں:

"آزر حضرت ابراہیم کے والد کا نام ہے۔ تورات کے عربی اور انگریزی ترجموں اور تالمود، سب میں اس کا تلفظ ایک دوسرے سے مختلف ہے (بعض نے آرخ لکھا ہے، بعض نے تارخ اور بعض نے تارح)، قرآن نے یہاں جس تصریح کے ساتھ اس نام کا ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں یہود کے ہاں روایات کا جو اختلاف ہے وہ اسی اختلاف کو رفع کرنا چاہتا ہے۔ اور قرآن چونکہ قدیم صحیفوں کے لئے کسوٹی (مھیمن) کی حیثیت رکھتا ہے اور براہِ راست وحی الٰہی پر مبنی ہے۔"

نظم الدرر فی تناسب الآیات والسور میں امام برہان الدین ابوالحسن بقاعی، سورۂ انعام کی آیت ۷۵ کے تحت لکھتے ہیں: "امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں ابراہیم بن آزر ذکر کیا ہے، جبکہ تورات میں یہ نام تارح ذکر ہوا ہے"...... فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے...... الخ، یہ نام ابراہیم کے والد کے نام کے سلسلے قرآن کے ظاہر لفظ کے مطابق ہے"

بلکہ امام طبری اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ (فتح الباری: کتاب التفسیر سورۂ شعراء)

"سیدنا ابراہیم روزِ قیامت کہیں گے: اے میرے رب! میرا والد، اے میرے رب! میرا والد، جب تیسری بار کہیں گے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیں گے۔ چنانچہ اس کی طرف دیکھیں گے کہ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجو (کی شکل میں مسخ ہو چکا) ہے تو اس سے لاتعلق ہو جائیں گے۔"

مصر کے مایہ ناز محقق علامہ احمد شاکرؒ کی تحقیق پر ہم اپنی بات کو ختم کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ:

ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہونا ہمارے نزدیک قطعی الثبوت ہے کیونکہ اس آیت میں قرآن نے صراحت کے ساتھ اس لفظ کو ذکر کیا ہے جو معانی کے الفاظ پر دلالت کرنے کی قبیل سے ہے، اور باقی رہا الفاظ کی تاویل اور ان کے ساتھ کھیلنا تو اسے کلام کے معنی و مراد سے انکار کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے، اور پھر اگر سابقہ کتب کے حوالے سے اہل نسب کے قول کے مطابق اس کا نام تارح ہو یا نہ ہو، قرآن کی نص پر ایمان رکھنے کے سلسلے میں کوئی اثر نہیں رکھتا اور لفظ "لِأَبِيْهِ" لغت میں اپنے وضعی معنی پر صاف دلالت کر رہا ہے اور قرآن حکیم سابقہ ادیان کی کتابوں (میں درج چیزوں کی صحت پر) کسوٹی (مهيمن) ہے۔

علاوہ ازیں صحیح بخاری کی صحیح حدیث ہر طرح کے شک اور تاویل کو دور کر دیتی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

يلقى إبراهيم أباه آزر يوم القيامة وعلى وجه آزر قترة قترة فيقول له إبراهيم: ألم أقل لك: لاتعصيني...... إلى آخر الحديث

"حضرت ابراہیم اپنے باپ آزر سے قیامت کے روز ملاقات کریں گے تو آزر کے منہ پر ضعف و انکساری اور سیاہی نمایاں ہوگی تو حضرت ابراہیم اس سے کہیں گے: کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کر؟......الخ"

اور اس نص کے بعد اس مسئلے کو کھیل بنانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (حاشیہ زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد سوم، صفحہ ۷۰)

باقی رہا معاملہ نسب کا تو علمائے کرام کی تصریحات کے مطابق ضروری نہیں کہ عمدہ اور عالی نسب والا ایمان دار بھی ہو۔ آخر ابولہب بھی تو عالی نسب ہاشمی مطلبی تھا، لیکن قرآن نے اس کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے، وہ سب جانتے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت نوح کی بیوی اور ان کے بیٹے کے متعلق قرآن میں صاف مذکور ہے کہ وہ ایمان سے محروم تھے۔ اسی طرح حاتم طائی کتنا اچھا انسان تھا لیکن جب اس کی بیٹی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور اس نے اپنے باپ کے اوصاف بیان کئے تو آپؐ نے فرمایا:

إن هذه صفات المؤمنين حقا ولو كان أبوك مسلما لتَرَحَّمْنا عليه

"واقعی یہ مؤمنین کی صفات ہیں، اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ہم اسے رحمۃ اللہ علیہ کہتے"

اس قدر دلائل کے بعد ابراہیم کے والد کے نام کے بارے میں شک و شبہ کا شکار ہونے کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی۔ نہ ہی اس امر کی کہ ان کا باپ مسلمان تھا یا نہیں۔ اصل میں یہ سب اس مفروضے کا شاخسانہ ہے کہ نسب بھی انسان کے انجام میں اثر انداز ہوتا ہے جبکہ شریعت کی روشنی اس بارے میں بالکل واضح ہے۔ اس مفہوم پر نبی کریم کی متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں (صحیح بخاری: حدیث ۴۷۷۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ